حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی احسانات

سید جلال الدین عمری

علم کی توسیع واشاعت میں اسلام کا کردار اتنا نمایاں ہے کہ اس کا اعتراف نہ کرنا یا اسے نظر انداز کرنا تاریخ سے بے خبری اور تعصب کی دلیل ہے۔ لیکن بہت سے پڑھے لکھے لوگ ان دونوں کمزوریوں میں گرفتار ہیں۔ اسلام انسان کی زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں ایک خاص نقطۂ نظر کا حامل ہے۔ کوئی بھی مسئلہ ہو اسے وہ اسی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اور اس پر اس اس کی چھاپ ضرور ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو اس کے اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں ہے وہ اس کے کس بڑے سے بڑے کارنامہ کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے۔ انھیں شاید یہ بات بھی ناگوار گزرتی ہے کہ اسلام کی طرف کوئی خوبی منسوب کی جائے۔

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں انسان کی کامیابی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے دین پر ہے۔ اس نے علم کو بھی اسی نقطۂ نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے نزدیک علم بنیادی طور پر اس دین کو جاننے اور اس میں گہری بصیرت پیدا کرنے کا نام ہے۔ موجودہ دور میں جن علوم کو دنیاوی علوم کہا جاتا ہے انھیں بھی وہ دینی رخ عطا کرتا اور دین کے تابع بنا کر رکھتا ہے۔ انھیں وہ دین کو سمجھنے، سمجھانے اور اسے فروغ دینے کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ سائنسی علوم انسانوں کی خدمت کا ذریعہ ہیں۔ اسلام کے نزدیک خدمت خلق کی حیثیت عبادت کی ہے۔ لہٰذا ان علوم کا حاصل کرنا اور انھیں فروغ دینا کارِ ثواب ہے، معاشرہ کو ان میں سے جس علم کی جتنی زیادہ ضرورت ہو اس کی اتنی ہی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور اس کا حصول ضروری ہو جاتا ہے[1]

---

[1] امام غزالی نے علوم کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ شرعی اور غیر شرعی۔ شرعی علوم وہ ہیں جو پیغمبروں کے واسطہ =

یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر الگ سے کبھی بحث ہوسکتی ہے۔ اس وقت تو ہم دنیائے علم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احسانات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ علم کے فروغ کے لیے آپؐ نے کیا اقدامات فرمائے اور کس طرح اسے زمین کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے کا انتظام فرمایا؟ آپؐ کے ان احسانات سے دنیائے علم بلکہ دنیائے انسانیت کبھی سبک دوش نہیں ہوسکتی۔

دین کے بنیادی علم کو ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے، لیکن آپؐ ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو اس وقت کے علمی مراکز سے دور اور مروجہ علوم وفنون سے بڑی حد تک ناواقف تھی۔ آپ کو سب سے پہلے اسی قوم سے خطاب کا حکم دیا گیا۔ آپؐ نے اس کے سامنے اللہ کا دین پیش فرمایا۔ اس کا سیکھنا اپنے ہر ماننے والے کے لیے ضروری قرار دیا، اس کی فضیلت بیان کی، اس کے حصول کی ترغیب دی اور اس کی اہمیت واضح فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم[۱] ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا فرض ہے۔

= سے ملتے ہیں۔ غیر شرعی علوم ان کے نزدیک وہ ہیں جو عقل اور تجربہ سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ یہ علوم محمود، مذموم اور مباح تینوں طرح کے ہیں۔ جن علوم سے دنیا کے مصالح وابستہ ہیں ان کا حصول پسندیدہ ہے۔ جن علوم پر علوم دنیا کا انحصار ہے، جو بقائے حیات کے لیے ضروری ہیں اور جن سے بے نیازی برتی نہیں جاسکتی جیسے طب اور ریاضی تو ان کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ اسی طرح کاشت کاری، پارچہ بافی، سیاست وریاست خیاطی اور باربری کے فن تو یہ سب فرض کفایہ ہیں۔ اس لیے کہ اگر کسی آبادی کی ان فنون کی طرف توجہ نہ ہو تو پوری آبادی کا نقصان ہوگا بلکہ اس کی ہلاکت یقینی ہوجائے گی۔ اگر کوئی شخص (یا اشخاص) آبادی کی اس نوع کی ضرورت پوری کردے تو سب کی طرف سے یہ فرض کفایہ ادا ہوجائے گا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احیاء علوم الدین مطبوعہ مصر ۱/۱۵ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام نے علم کا کتنا وسیع تصور دیا ہے۔ وہ ہر اس علم کی ترغیب دیتا اسے ضروری قرار دیتا اور اس کی سرپرستی کرتا ہے جس سے نوع انسانی کو فائدہ پہونچے اور جس سے غفلت اس کے نقصان کا باعث ہو۔ [۱] رواہ ابن ماجہ والبیہقی وقال ہذا حدیث متنہ مشہور واسنادہ =

مشہور محدث اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند پر اہل علم نے گو جرح کی ہے لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں[1]

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص دین کے بنیادی علم سے ناواقف نہ رہے۔ اس سلسلہ میں علامہ ابن عبدالبر نے اسلام کے نقطۂ نظر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لیے دین کے بنیادی عقائد سے واقف ہونا، نماز روزہ اور صاحب مال ہے تو زکوٰۃ اور حج کے احکام جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح حرام وحلال کے موٹے موٹے مسائل سے باخبر ہونا بھی اس کے لیے لازمی ہے۔ اس حد تک دین سے واقفیت فرض عین ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ثم سائر العلم وطلبه والتفقه	جہاں تک تمام دینی علوم کا تعلق ہے، ان
فيه وتعليم الناس اياه و	کا طلب کرنا، ان میں گہری سوجھ بوجھ پیدا
فتواهم به في مصالح دينهم	کرنا، لوگوں کو ان کی تعلیم دینا، ان کے دین و
ودنياهم فهو فرض على	دنیا کے مصالح اور ضرورتوں میں اس علم کی
الكفاية يلزم الجميع فرضه	روشنی میں فتویٰ دینا تو یہ فرض کفایہ ہے جو

= ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف (مشکوٰۃ، کتاب العلم) اس حدیث کی مختلف سندوں کو علامہ ابن عبدالبر نے جمع کیا ہے لیکن سب میں ضعف ہے۔ (ملاحظہ ہو جامع بیان العلم وفضلہ/ ۲۶-۲۹) مطبوعہ مصر ۱۹۸۲ء یہ حدیث جن طرق سے مروی ہے ان پر علامہ سخاوی نے بھی بحث کی ہے اور مختلف محدثین کی رائیں نقل کی ہیں۔ بعض محدثین نے جہاں اسے کم زور بتایا ہے وہیں بعض نے اسے قابل قبول بھی قرار دیا ہے۔ علامہ مزی کہتے ہیں ان طرقه تبلغ رتبة الحسن۔ ابن قطان اس کی ایک سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔ انه غريب حسن الاسناد۔ علامہ عراقی بیان کرتے ہیں۔ صحح بعض الائمة بعض طرقه۔ یہ تو اس کی سند سے متعلق بحث ہے۔ جہاں تک اس کے مفہوم کا تعلق ہے اسے کسی صاحب علم نے غلط نہیں قرار دیا ہے۔ بعض مصنفین کے ہاں طلبُ العلم فريضةٌ على كل مسلم کے بعد 'مسلمة' کا اضافہ بھی ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں 'ليس لها ذكر في شيئ من طرقه وان كان معناها صحيح'۔ یعنی یہ حدیث جن سندوں سے مروی ہے ان میں سے کسی میں یہ اضافہ موجود نہیں ہے، گو اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ / ۱۳۰-۱۳۱ مطبوعہ مصر۔

[1] جامع بیان العلم / ۲۹

فاذا قام بہ قائم سقط فرضہ عن الباقین لاخلاف بین العلماء فی ذلک [1]

سب پر لازم ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس ذمہ داری کو سنبھال لے تو باقی لوگوں سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ اس میں علماء کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔

کسی بھی گروہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا ہر فرد دین کا وسیع علم حاصل کرے اور اس میں گہری بصیرت پیدا کرے لیکن اسے اس بات کی کوشش کرنی ہوگی کہ دینی علم اور بصیرت رکھنے والے افراد اس میں برابر پیدا ہوتے رہیں اور کوئی بھی وقت اور زمانہ ان سے خالی نہ رہے، ورنہ یہ پورا گروہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جواب دہ ہوگا۔ پھر اس گروہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جن افراد کو علم دین میں یہ مقام حاصل ہو ان کی طرف زندگی کے مختلف مسائل میں رجوع کرے اور ان سے دینی راہ نمائی حاصل کرے۔ یہی بات علماء نے اس طرح کہی ہے کہ علم دین میں کمال پیدا کرنا تو ہر ایک کے لیے ضروری نہیں ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو مسئلہ درپیش ہو اس میں وہ اہل علم سے اسلام کا نقطۂ نظر معلوم کرے [2]

اسلام پوری زندگی پر حاوی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا ماننے والا ہر فرد کم از کم اس کے اصول و مبادی سے واقف ہو اور تفصیلی معاملات میں اس کے ماہرین سے راہنمائی حاصل کرے تاکہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے وہ اس کی خلاف ورزی نہ کر بیٹھے۔ اس طرح اسلام کا ماننے والا زندگی کے ہر مرحلہ میں اس کا علم حاصل کرنے کا پابند ہے۔ اسلام کے علم کے بغیر وہ کوئی قدم اٹھا نہیں سکتا۔

علم دین کے حصول کی ترغیب دی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو ضروری قرار دینے کے ساتھ مختلف پہلوؤں سے اس کی ترغیب بھی دی تاکہ دل کی آمادگی کے ساتھ اس کے حصول کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ کی بہت سی روایات میں سے صرف دو روایات یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو امامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک

---

[1] جامع بیان العلم ۲۲/ [2] ملاحظہ ہو جامع بیان العلم ۳۰/ امام غزالی فرماتے ہیں حالات کے لحاظ سے انسان پر علم کا حصول فرض ہوتا چلا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ احیاء العلوم ۱: ۱۳/

عابد اور ایک عالم کا ذکر کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں کس کا درجہ بلند ہے؟ آپ نے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم	عابد کے مقابلہ میں عالم کو اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح تم میں کے ایک عام آدمی کے مقابلہ میں مجھے فضیلت حاصل ہے۔

پھر عالم کی فضیلت اور برتری بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

ان اللہ وملائکتہ واھل السموٰت والارضین حتی النملۃ فی جحرھا وحتیٰ الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر[۱]	جو شخص لوگوں کو خیر اور بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اس پر تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرماتا رہتا ہے۔ فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں میں بسنے والے یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔

اس حدیث میں جہاں عالم کی فضیلت بیان ہوئی ہے وہیں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ یہ فضیلت اسے کیوں حاصل ہے؟ عبادت انسان کا ایک ذاتی عمل ہے۔ جو شخص شب و روز عبادت میں مصروف ہے اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے ہے وہ اس سے خود فائدہ اٹھاتا ہے، خلق خدا کو اس سے کوئی نفع نہیں پہونچتا، لیکن عالم اپنے علم سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دنیا کو فیض بھی پہنچاتا ہے۔ نفع رسانیِ خلق وہ مبارک عمل ہے جس پر زمین اور آسمان کی ہر چیز دعائیں کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ جس علم سے خلق خدا کو فائدہ نہ پہنچے اور دنیا میں خیر کی تعلیم عام نہ ہو وہ اس فضیلت کا مستحق نہیں ہے۔

(۲) دین کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔ قرآن کی ایک ایک آیت کے سیکھنے کی کیا فضیلت ہے، اس کا اندازہ حضرت عقبہ بن عامرؓ کی ایک روایت سے ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صفہ (وہ چبوترہ جو نادار مسلمانوں کے لیے بنا دیا گیا تھا) پر بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ بطحان یا عقیق (مدینہ سے

---

[۱] ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ

قریب ہی دو وادیوں کے نام ہیں) میں جائے اور کسی گناہ یا قطع رحم کا ارتکاب کیے بغیر بڑے بڑے کوہان والی دو اونٹنیاں لے کر آئے۔ ہم نے عرض کیا حضور! یہ تو ہم میں سے ہر شخص چاہے گا۔ آپ نے فرمایا:۔

افلا یغد واحد کم الی المسجد	ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم میں سے کوئی شخص
فیعلم او یقرأ آیتین من	مسجد جائے وہاں کسی کو کچھ تعلیم دے (یا خود
کتاب اللہ خیر لہ من	تعلیم حاصل کرے) یا اللہ کی کتاب سے دو
ناقتین وثلث خیر لہ من	آیتیں پڑھے یہ اس کے حق میں اس طرح کی
ثلث واربع خیر لہ من اربع	دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتوں کا پڑھنا
ومن اعدادھن من الابل[1]	تین اونٹنیوں سے اور چار آیتوں کا پڑھنا
	چار اونٹنیوں سے بلکہ جتنی آیتیں وہ پڑھے گا
	اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔

اس سے قرآن مجید کے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس کی چند آیتوں کا علم دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے بدرجہا بہتر ہے۔

علم کو محنت سے حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی

یہ حقیقت بھی حدیث میں ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ علم محض خواہش اور تمنا سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے جد وجہد اور محنت کی ضرورت ہے۔ حضرت معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

یا ایہا الناس تعلموا انما	لوگو علم حاصل کرو۔ علم تو سیکھنے ہی سے آتا
العلم بالتعلم والفقہ با	ہے اور فقہ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرنے
التفقہ ومن یرد اللہ بہ	سے آتی ہے۔ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ
خیرا یفقہہ فی الدین[2]	کرتا ہے اسے دین میں سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔

[1] مسلم، فضائل القرآن، باب فضل قرأۃ القرآن فی الصلوٰۃ الخ [2] یہ حدیث امام بخاری کی تعلیقات میں سے ہے انھوں نے ترجمہ باب میں نقل کیا ہے (کتاب العلم، باب العلم قبل القول الخ) طبرانی وغیرہ نے اسے سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ سندہ حسن۔ فتح الباری: ۱/۱۱۸ یہ اور اس کی ہم معنی روایت کے لیے ملاحظہ ہو۔ المقاصد الحسنہ ۵۲/

اس حدیث میں ایک اور بات بھی سمجھائی گئی ہے۔ وہ یہ کہ جس طرح ہر علم اس کے اساتذہ اور ماہرین سے حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح علم دین اللہ کے رسولوں اور ان کے جانشینوں کے ذریعہ ملتا ہے۔ جو شخص اس علم کا اکتساب کرنا چاہے اسے اس علم کے حاملین کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور ان سے باقاعدہ سیکھنا ہوگا۔ ان سے بے نیاز ہو کر وہ علم حاصل نہیں کرسکتا۔

ایک حدیث میں علم کو سب سے بڑی دولت قرار دے کر اس کے اکتساب کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما اکتسب مکتسب مثل فضل	کسی اکتساب کرنے والے نے علم جیسی فضیلت
علم یہدی صاحبہ الی ھدی او	والی کوئی دوسری چیز حاصل نہیں کی علم نیک کاموں
یردہ عن ردیً ولا استقام دینہ	کی طرف اس کی رہنمائی کرتا اور ہلاکت کے کاموں سے بچاتا
حتیٰ استقام عملہ[1]	ہے۔ انسان کا دین اس وقت تک درست نہیں ہوتا
	جب تک اس کا عمل درست نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ آدمی اس دنیا میں عالم یا متعلم بن کر رہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے:۔

أُغدُ عالما او متعلما او مستمعا	نکلو عالم کی حیثیت سے یا متعلم کی حیثیت
او محبًّا ولا تکن الخامس فتہلک[2]	سے یا ان سے محبت کرنے والے کی حیثیت سے
	پانچویں کوئی صورت نہ اختیار کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

مطلب یہ کہ آدمی کسی کو کچھ سکھائے یا خود سیکھے۔ وہ اس حیثیت میں نہیں ہے تو علمی مجلسوں میں شریک ہو کر توجہ سے اہل علم کی باتیں سنے اور فائدہ اٹھائے۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے تو کم از کم ان تینوں طرح کے لوگوں سے محبت کرے یہی چار صورتیں کامیابی کی ہیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ دل علم کی محبت سے خالی ہو اور آدمی علم اور اہلِ علم سے نفرت کرے۔ یہ صورت کسی بھی شخص کے لیے تباہ کن ہے۔

---

[1] طبرانی: المعجم الصغیر/ ۱۴۰ مطبوعہ دہلی۔ یہ روایت طبرانی نے اپنی المعجم الکبیر میں بھی روایت کی ہے۔ اس میں آخری فقرہ۔ استقام عقلہ ہے۔ علامہ منذری کہتے ہیں اسنادھا متقارب۔ الترغیب والترہیب /۳۲

[2] طبرانی: المعجم الصغیر/ ۱۶۲ قال السیوطی رواہ البزار والطبرانی فی الاوسط۔ رجالہ ثقات مناوی۔ التیسیر بشرح الجامع الصغیر ۱/ ۱۷۸۔ اس کی ہم معنی روایات اور آثار کے لیے ملاحظہ ہو۔ جامع بیان العلم/ ۵۶۔ ۵۷۔ المقاصد الحسنہ /۳۲

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے سامنے ایک شخص کا ذکر خیر ہوا۔ آپ نے فرمایا:۔

اولم تروکا یتعلم القرآن[1] کیاتم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ وہ قرآن کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان ارشادات کے ذریعہ کسب علم کی فضا پیدا کی، علمی جدوجہد کا وقار قائم کیا اور جو لوگ اس جدوجہد میں لگے ہوئے تھے انھیں معاشرہ میں عزت و سربلندی کا مقام عطا فرمایا۔

حصول علم کے لیے صحابہ کا اہتمام

ان تعلیمات و ترغیبات کے نتیجہ میں صحابہ کرام نے علم دین کو سیکھنے کا جو اہتمام فرمایا اس کی بعض مثالیں یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں میرے ایک پڑوسی تھے ہم دونوں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک ہوں گے چنانچہ ایک روز میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا اور کوئی وحی نازل ہوتی تو وہ انھیں سناتا اور جو واقعات پیش آتے ان سے انھیں باخبر کرتا، اسی طرح دوسرے روز وہ آپؐ کی مجلس میں شریک ہوتے اور ساری باتیں مجھے بتاتے تھے[2]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک آپ کی خدمت میں مستقل حاضر رہتا اور علم حاصل کرتا دوسرا معاش کے لیے کوئی کام کرتا تھا۔ اس دوسرے بھائی نے آپؐ سے پہلے بھائی کی شکایت کی کہ وہ معاش کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا لعلك ترزق به[3] مطلب یہ کہ اسے حصول علم سے منع نہ کرو، شاید تمہیں اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روزی دے رہا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بھی ان صحابہ میں سے تھے جنھوں نے علم دین کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ ۷ھ میں اسلام لائے۔ اس وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری لمحات تک آپ سے علم دین حاصل کرنے میں مصروف رہے۔ اس کے سوا دنیا کے

---

[1] مسند احمد: ۶/ ۶۶

[2] بخاری کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها

[3] ترمذی ابواب الزہد، باب ماجاء فی الزهادة عن الدنيا

کسی کام سے انھیں دلچسپی نہ تھی۔ خود فرماتے ہیں

ان اباھریرۃ کان یلزم	ابوہریرہؓ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ لشبع بطنہ و	سے چمٹے رہتا تھا، بھوکا رہ کر جن مواقع پر
یحضر مالا یحضرون و	اور لوگ موجود نہ ہوتے وہاں وہ موجود ہوتا
یحفظ مالا یحفظون[1]	اور جو باتیں وہ محفوظ نہ کر پاتے انھیں محفوظ کرتا۔

علم دین سے شوق کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا من اسعد الناس بشفاعتك یوم القیامۃ ! (وہ کون خوش قسمت ہے جو قیامت کے روز آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا؟) آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔

لقد ظننت یا اباھریرۃ ان	اے ابوہریرہ! حدیث کا جو شوق میں تمہارے
لا یسألنی عن ھذا الحدیث	اندر دیکھتا تھا، اس وجہ سے میں سوچتا
احد اول منك لما رأیت	تھا کہ تم ہی سب سے پہلے یہ سوال مجھ سے
من حرصك علی الحدیث	کروگے۔ قیامت کے روز وہی خوش بخت
اسعد الناس بشفاعتی یوم	میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق
القیامۃ من قال لا الٰہ الا	ہوگا جس نے خلوص قلب کے ساتھ لا الٰہ
اللہ خالصا من قلبہ[2]	الا اللہ کہا ہوگا۔

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں ابوہریرہؓ باہمت تھے۔ وہ آپ سے بہت سی ان باتوں کے بارے میں سوالات کرتے تھے جن کے بارے میں ہم سوال نہیں کر پاتے تھے۔[3]

بہت سے صحابہ اپنی تمام تر عائلی اور معاشی مصروفیات کے باوجود صبح و شام کے اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علم دین حاصل کرتے چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت ابوہریرہؓ ہی کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صاحب حیثیت تھے، ہمارے گھر اور بیوی بچے تھے جس کی وجہ سے مصروفیت رہتی تھی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

---

[1] بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم [2] بخاری کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث
[3] حاکم: المستدرک ۳/ ۵۱۰

میں صبح وشام حاضر ہوتے اور پھر واپس چلے جاتے۔ لیکن حضرت ابوہریرہ کا معاملہ مختلف تھا۔

كان ابوهريرةؓ مسكينًا لا	ابوہریرہ ایک غریب آدمی تھے، نہ ان کے
مال له ولا اهل ولا ولد انما	پاس مال تھا، نہ بیوی بچے۔ ان کا ہاتھ نبی
كانت يدهٗ مع يد النبيّ صلى الله	صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رہتا تھا۔
عليه وسلم وكان يدور	جہاں آپ جاتے وہیں وہ بھی ساتھ جاتے۔
معه حيث مادار ولا نشك	اس لیے ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ
انّه قد علم مالم نعلم و	ایسی باتیں جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے اور
سمع مالم نسمع [1]	انھوں نے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔

ان واقعات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علمِ دین کی کتنی زبردست طلب پیدا فرما دی تھی۔ صحابہ کرام اس کے لیے اپنی مصروفیات میں سے کس طرح وقت نکالتے تھے، اس کی خاطر انھوں نے کتنی قربانیاں دیں اور اپنی راحت اور آرام کو تج کر کس طرح علم دین حاصل کیا۔

دین کی تعلیم کا حکم دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف علم دین کے حصول کو ضروری قرار دیا اور اس کے سیکھنے کا شوق اور جذبہ پیدا فرمایا دوسری طرف اس بات کی ترغیب دی کہ دین کا جو علم حاصل کیا جائے اس کی دوسروں کو تعلیم دی جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعلموا الفرائض والقرآن	فرائض (جو سنت میں بیان ہوئے ہیں) اور
وعلموا الناس فانی مقبوضٌ [2]	قرآن سیکھو اور لوگوں کو ان کی تعلیم دو کیونکہ میں
	تو اس دنیا سے اٹھا لیا جاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک حیات تھے آپ کے ذریعہ دین کی تعلیم جاری تھی اور صحابہ کرام آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد بھی

---

[1] حاکم: المستدرک ۳/۵۱۲ [2] ترمذی، ابواب الفرائض، باب ماجاء فی تعلیم الفرائض

دین کی تعلیم وتعلّم کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ اسی سے دین زندہ رہ سکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب کہ یہ علمی تسلسل ٹوٹ جائے گا اور علم دین کے حاملین کم سے کم تر ہوجائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعلموا القرآن وعلموہ الناس
وتعلموا الفرائض وعلموها الناس
وتعلموا العلم وعلموہ الناس
فانی امرأ مقبوض وان العلم
سیقبض وتظهر الفتن حتی
یختلف الاثنان فی الفریضة
لا یجدان من یفصل بینهما۔[1]

قرآن سیکھو اور اس کی لوگوں کو تعلیم دو، فرائض سیکھو اور اس کی لوگوں کو تعلیم دو، علم سیکھو اور اس کی لوگوں کو تعلیم دو۔ اس لیے کہ میں تو اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں۔ ایک وقت آئے گا جب کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور طرح طرح کے فتنے نمودار ہوں گے۔ صورت حال یہ ہوجائے گی کہ کسی حکم کے بارے میں دو آدمیوں میں اختلاف ہوگا تو انھیں کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو ٹھیک ٹھیک ان کے درمیان فیصلہ کرے۔

یہ حدیث اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ ہر نسل اپنی اگلی نسل تک اللہ کا دین منتقل کرنے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ کو کبھی بند ہونے نہ دے۔ اس حدیث میں اور بعض دوسری احادیث میں اس سلسلہ میں غفلت کے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے، وہ یہ کہ اس سے علم دین کے حاملین پیدا ہونے بند ہوجائیں گے اور امت کا اختیار واقتدار ان افراد کے ہاتھوں میں چلا جائے گا جو دین سے جاہل اور بے خبر ہوں گے۔ وہ خود بھی گم راہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گم راہ کریں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعًا
ینتزعه من الناس ولکن
یقبض العلم بقبض العلماء
حتی اذا لم یترك عالمًا

اللہ تعالیٰ علم کو اچانک لوگوں کے سینوں سے کھینچ کر نکال نہیں لے گا بلکہ علماء کو ختم کرکے علم کو اٹھالے گا۔ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا رئیس اور سردار

---

[1] دارمی، مقدمہ، باب الاقتداء بالعلماء۔ دارقطنی، کتاب الفرائض / ۵۹۴، مطبوعہ دہلی۔

اتخذ الناس رؤساجها لافسئلوا	بنالیں گے، ان سے مسائل پوچھے جائیں گے
فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا[1]	اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود گم راہ
	ہوں گے اور دوسروں کو گم راہ کریں گے۔

امام نووی فرماتے ہیں:۔

فیہ التحذیر من اتخاذ الجهال	اس میں جاہلوں کو اپنا سردار بنانے سے
رؤساء[2]	ڈرایا گیا ہے۔

اس طرح ان احادیث میں اس بات کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ دین کی تعلیم میں غفلت نہ برتی جائے اور امت کے لیے اس کے تباہ کن نتائج اور نقصانات سے باخبر بھی فرما دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ کسی کو علم کی دولت سے آراستہ کرنا اس پر صدقہ کرنا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل الصدقة ان يتعلم المرأ	سب سے اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان
المسلم علما ثم يعلم اخاه المسلم[3]	کوئی علم حاصل کرے اور اپنے مسلمان بھائی کو
	اس کی تعلیم دے۔

کسی محتاج کو صدقہ وخیرات دینا اس میں شک نہیں کار ثواب ہے، لیکن مال کے صدقہ سے زیادہ قیمتی علم کا صدقہ ہے۔ مال سے انسان کی مادی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور علم سے اس کا دین اور دنیا دونوں سنور سکتے ہیں۔ اس پہلو سے علمی احسان سب سے بڑا احسان ہے۔

ایک اور حدیث میں تعلیم کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا مات الانسان انقطع عنه	جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب
عمله الامن ثلاثة الامن	اعمال ختم ہوجاتے ہیں۔ سوائے تین اعمال
صدقة جارية اوعلم ينتفع	کے۔ صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے بعد میں

---

[1] بخاری، کتاب الاعتصام، باب مایذکر من ذم الرای الخ مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم الخ

[2] شرح مسلم ۲/۳۴۱ [3] ابن ماجہ، مقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر۔ قال المنذری اسنادہ حسن الترغیب والترہیب ۱/۳۳ مطبوعہ ہند

به او ولد صالح ید عولہ[۱]	فائدہ اٹھایا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس میں اسے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے پر ابھارا گیا ہے اور اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ تعلیم، تصنیف و تالیف اور توضیح و تشریح کے ذریعہ دوسروں کو اس کا وارث بنایا جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے علوم کا انتخاب ہونا چاہیے جو زیادہ سود مند اور نفع بخش ہوں[۲]

مساجد کو علمی مراکز کی حیثیت دی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں باقاعدہ تعلیمی اداروں کا وجود تو نہیں تھا، لیکن آپ نے مساجد کو تعلیمی مراکز کی حیثیت عطا کی اور مساجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کو پڑھنے پڑھانے کی فضیلت بیان فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمبی روایت نقل کی ہے۔ اس کے بعض جملے اسی سے متعلق ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الانزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکرھم اللہ فی من عندہ[۳]	اللہ تعالیٰ کے گھروں (مساجد) میں سے کسی گھر میں جب لوگ جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت اور اس کی درس و تدریس کرتے ہیں تو ان پر ضرور سکون قلب نازل ہوتا ہے، رحمت ان پر چھا جاتی ہے، فرشتے انھیں گھیرے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین کے درمیان کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں مسجد نبوی مسلمانوں کا ایک علمی مرکز بن گئی تھی۔ جہاں دین سیکھا سکھایا جاتا، علمی مذاکرے ہوتے اور اس کی حکمتوں اور باریکیوں پر غور وخوض ہوتا تھا۔ اسی طرح کی ایک مجلس کا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، ذکر فرماتے ہیں کہ

---

[۱] مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ۔ [۲] شرح مسلم: ۲/ ۴۱

[۳] مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن

مسجد نبوی میں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک میں بعض اصحاب ذکر و دعا میں مشغول تھے اور دوسری میں علمی مذاکرہ ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہ اما ھؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاھم وان شاء منعھم و وما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ و العلم ویعلمون الجاھل وھم افضل فانما بعثت معلما ثم جلس فیھم[1]	یہ دونوں ہی گروہ کار خیر انجام دے رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے پہلی مجلس کے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا اور اس سے آہ وزاری میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ چاہے تو انھیں دے گا اور چاہے تو نہیں دے گا لیکن دوسری مجلس والے فقہ اور علم حاصل کر رہے ہیں اور جاہلوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ ان سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مساجد میں علمی مجلسیں ہوتی تھیں۔ آپ نے خالص عبادت کی مجلسوں پر انھیں ترجیح دی۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ 'انما بعثت معلما' مطلب یہ کہ میں دین کی تعلیم و تبلیغ کے لیے بھیجا گیا ہوں اس لیے جو لوگ تعلیم و تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں وہ مقصد بعثت کو پورا کر رہے ہیں۔ پھر اس طرح کی ایک مجلس میں بہ نفس نفیس شریک ہو کر اپنی مسرت اور اپنی ترجیح کا عملاً اظہار فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔

من جاء مسجدی ھذا لم یات الا لخیر یتعلمہ او یعلمہ فھو بمنزلۃ المجاھد فی سبیل اللہ ومن جاء لغیر ذلک فھو بمنزلۃ الرجل ینظر الی متاع غیرہ[2]	جو شخص میری اس مسجد میں صرف کار خیر کے لیے آتا ہے یعنی اس لیے کہ وہ یا تو خود دین کا علم حاصل کرے یا دوسروں کو اس کی تعلیم دے تو اس کا مقام مجاہد فی سبیل اللہ کا ہے۔ جو شخص اس کے سوا کسی دوسرے مقصد سے

---

[1] دارمی، مقدمہ، باب فضل العلم والعالم

[2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد بحوالہ ابن ماجہ وبیہقی شعب الایمان۔

فضول گفتگو) سے آئے تو اس کی حیثیت اس
آدمی کی سی ہے جو (حسرت اور افسوس سے)
دوسروں کے مال واسباب کو دیکھتا ہے۔ (کر وہ
تو ثواب لوٹ رہے ہیں اور یہ اس سے محروم ہے)[1]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مساجد تعلیم وتعلم کے مراکز بنی ہوئی تھیں۔ اسی مقصد سے ان مراکز میں آپ نے آنے کی ترغیب دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مساجد کی یہ حیثیت باقی رہی۔ اس کی تائید حضرت ابوہریرہؓ کے ایک دلچسپ واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جاکر انھوں نے لوگوں سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے حیرت ہے کہ تم لوگ اپنا حصہ لینے نہیں جا رہے ہو۔ لوگوں نے سوال کیا کہ کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا مسجد نبوی میں۔ لوگ جلدی جلدی مسجد پہنچے۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کی واپسی تک وہیں رکے رہے۔ جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا، کہو کیا ملا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم مسجد نبوی گئے تھے وہاں تو کوئی میراث تقسیم نہیں ہو رہی ہے حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا تم لوگوں نے آخر وہاں کیا دیکھا؟ ان لوگوں نے جواب دیا۔

رأينا قوما يصلون وقوما يقرؤن القرآن وقوما يتذاكرون الحلال والحرام	وہاں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ قرآن پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ حلال اور حرام پر بحث ومذاکرہ کر رہے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ بھلا ہو تم لوگوں کا! یہی تو اللہ کے رسول کی میراث ہے[1]۔

تذکروں میں آتا ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کا حلقہ درس تھا، جن سے لوگ استفادہ کرتے تھے[2]۔

خیال ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مساجد میں اور صحابہ کرام کے بھی علمی حلقے قائم ہوئے ہوں گے۔ صحابہ کے بعد تابعین کے دور میں بھی مساجد کو یہ مقام حاصل

---

[1] رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن (الترغیب والترہیب ۱/ ۳۵)

[2] ابن حجر: الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۱/ ۲۱۳

رہا۔ بڑے بڑے تابعین کے حلقہ ہائے درس مساجد میں قائم ہوئے۔

ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لیے بعد میں مساجد کے علاوہ اسلامی علوم کے مستقل مراکز اور مدارس وجود میں آئے۔ ان کے ذریعہ علم کی بیش بہا خدمات انجام پائیں۔ احادیث میں ان کی طرف بھی ترغیبی اشارے موجود ہیں۔ اوپر حضرت ابوہریرۃؓ کی یہ روایت گزر چکی ہے کہ "جو لوگ مسجد میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس پر مذاکرہ کرتے ہیں ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور فرشتے انھیں اپنے احاطہ میں لیے رہتے ہیں"، اس حدیث کے ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں کہ "اسی حکم میں مدرسہ اور رباط وغیرہ بھی آتے ہیں۔ حدیث میں مسجد کا ذکر اس لیے آیا ہے کہ آپ کے زمانہ میں مساجد ہی میں تعلیم و تعلم کا کام ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی دوسری جگہ اس مقصد سے اجتماع ہو تو یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک اور روایت کے الفاظ عام ہیں۔ اس میں خاص مسجد کا ذکر نہیں ہے۔ یہ روایت حضرت ابوہریرۃؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

لا یقعد قوم یذکرون اللہ عز وجل الا حفتھم الملائکۃ و غشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فی عندہ[1]	جب کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھ کر اللہ عز وجل کا ذکر کرتے ہیں (اس میں تعلیم و تعلم بدرجۂ اولیٰ داخل ہے) تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں رحمت ان پر چھا جاتی ہے، ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنے ملائکہ مقربین میں ذکر کرتا ہے۔

علم کی تدوین و توسیع میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں جعفر بن برقان کو لکھتے ہیں۔

اما بعد فمر اھل الفقہ والعلم من عندك فلینشروا ما علمھم اللہ فی مجالسھم ومساجدھم[2]	اما بعد! تمہارے پاس جو اہل علم و فقہ ہیں انھیں حکم دو کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جو علم دیا ہے اسے وہ اپنی مجلسوں اور مسجدوں میں پھیلائیں۔

---

[1] مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن الخ مع شرح النووی ۲/۳۴۵

[2] جامع بیان العلم ۱/۱۹۷

گورنر مدینہ ابوبکر بن حزم کو لکھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ علم اور علما ختم ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث بھی تمہیں ملیں ان سب کو ضبط تحریر میں لے آؤ۔ امام بخاری اسی کے ذیل میں غالباً حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولیفشو العلم ولیجلسوا	انھیں علم پھیلانا چاہیے اور اس کے لیے
حتی یعلم من لا یعلم فان	مجالس میں بیٹھنا چاہیے تاکہ جس کے پاس
العلم لا یهلك حتی یكون	علم ہے وہ بے علم کو تعلیم دے۔ اس لیے
سرا ۔ؔ	کہ علم اسی وقت ختم ہو گا جب کہ وہ بند
	رہے اور پھیلایا نہ جائے۔

ؔ بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم۔ مع فتح الباری: ۱/۱۴۰

ہمارے انگریزی کتابچے

1. How to Study Islam,
   By Maulana Sadruddin Islahi. Rs. 2-00
2. Muslim & Dawah Of Islam,
   By Maulana Sadruddin Islahi. Rs. 2-00
3. Pitfalls On the Path Of
   Islamic Movement. Rs. 4-00
   By Maulana Sadruddin Islahi.
4. Islam & Unity Of Mankind,
   By Maulana Jalaluddin Umri. Rs. 3-00
5. Islam the Universal Truth,
   By Maulana Jalaluddin Umri. Rs. 3-00
6. Islam the Religion Of Dawah,
   By Maulana Jalaluddin Umri. Rs. 2-50
7. The Islamic Economic Order,
   By Maulana Sadruddin Islahi. Rs. 5-00

Idara-e-Tahqeeq-o-Tasneef-e-Islami
Panwali Kothi Dodhpur.
ALIGARH,
202 001